سوال

(277) عورت ولی نکاح نہیں بن سکتی

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں :

یہ کہ مسمی غلام قادر ولد میاں قمر چک 14 دن ہے تحصیل وضلع اوکاڑہ کا رہائشی ہوں ۔ یہ کہ مجھے ایک شرعی مسئلہ دریافت کرنا مقصود ہے ۔ جو ذیل میں عرض کرتا ہوں ۔

کہ میری حقیقی دختر مسمات نذیراں بی بی کا باپ کی اجازت کے بغیر نکاح ہوا، جبکہ نذیراں بی بی اپنی پھوپھی سے ملنے گئی تو اس نے ورغلا کر اپنے لڑکے امیر ولد نور توم مسلم شیخ چک نمبر 35 ٹو آر تحصیل وضلع اوکاڑہ سے کردیا تھا ۔ جس کو 7 ماہ کا عرصہ گزرچکا ہے جب کہ مسمات نذیراں بی بی اس نکاح پر راضی نہ تھی اور نہ ہی مسمات اپنے خاوند مذکور کو پسند کرتی ہے اور جب کہ نذیراں بی بی نے نہایت ہی تنگدستی کے دن گزارے جبکہ مسمات نذیراں بی بی اپنے والدین کے ہاں آگئی جس کو عرصہ تقریبا 4 ماہ کا ہوچکا ہے اب مذکور یہ نہ اپنے والدین کے ہاں زندگی کے دن گزار رہی ہے ۔ ان حالات میں علمائے دین سے سوال ہے کہ اب نکاح جدید کی حق دار ہوں یا کہ نہیں ؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ۔ عند اللہ ماجور ہوں کذب بیانی کا سائل خود ذمہ دار ہوگا ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں واضح ہو کہ عورت نہ تو خود اپنا نکاح کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسری عورت کی ولی بن سکتی ہے ۔ جبکہ صحت کے لئے ولی مرشد کی اجازت از بس ضروری ہے ۔ صحیح بخاری میں باب ہے :

بَابُ مَنْ قَالَ : لاَ نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ، وَكَذَلِكَ البِكْرُ، وَقَالَ : ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ : ﴿وَأَنْكِحُوا الأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ . ج 2 ص 769)

کہ اس بات کا بیان کہ جو شخص نکاح کی صحت کے ولی کی اجازت کو ضروری سمجھتا ہے وہ قرآن مجید کی اس آیت سے دلیل لیتا ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدت پوری کرلیں توان کو نکاح سے نہ روکو ۔ یعنی اگر ولی کو کوئی اختیار ہی نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو یہ حکم کیوں دیا ہے ، لہذا ماننا پڑتا ہے کہ ولی کو حق ولایت حاصل ہے ، عورت خواہ شوہر دیدہ ہو یا کنواری ہو ۔ اور اسی طرح آیت لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ اور وَأَنْكِحُوا الأَيَامَى میں بھی عورتوں کے لیے ولیوں کو حکم خطاب کیا گیا ہے ۔ لہذا ان تینوں نصوص سے واضح نکاح کے لئے ولی مرشد کی اجازت ناگزیر ہے ۔ ورنہ ان تینوں آیات میں ولیوں کو خطاب کا کوئی معنی نہیں اور کلام الہی عبث قرار پاتی ہے حاشا وکلا

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ۔ یہ حدیث صحیح ہے ۔ اور جمہور علماء امت کے نزدیک صحت نکاح کے لئے ولی کا اجازت ضروری ہے ورنہ نکاح صحیح نہیں ہوگا ۔

3 ۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا ۔) اخرجہ الاربعۃ الا النسائی وصححہ ابو عونہ ابن حبان والحاکم قال ابن کثیرہ وصححہ یحی بن معین وغیرہ متی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل رہے اور دخول پر وہ عورت اپنے اس شوہر سے مہر حاصل کرے گی ۔

4 ۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا ، رواہ ابن ماجہ والدار قطنی ورجالہ ثقات ۔ سیل السلام ج 3 ص 120

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ از خود اپنا نکاح کرے ۔ یعنی عورت ولی نکاح نہیں بن سکتی ۔

امام محمد بن اسماعیل الامیر الایمانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ۔

فیہ دلیل علی ان لمراۃ لیس لھا ولایۃ فی الانکاح لنفسھا ولا لغیر ھا فلا عبارۃ لھا فی النکاح ایجابا ولا قبولا ولا تزوج نفسھا باذن الولی ولا غیرہ ولا غیر ھا بولایۃ (سبل السلام ج 3 ص 120 .)

کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو حق ولایت حاصل نہیں ۔ لہذا نہ وہ اپنا ولی بن سکتی ہے اور نہ کسی اور عورت کا ولی نکاح بن سکتی ہے ۔ یعنی نہ اپنا از خود نکاح کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسری عورت کا ولی بن کر نکاح کرا سکتی ہے ۔ لہذا ای کی ولایت میں کیا گیا نکاح ناقابل اعتبار ہے ۔ لہذا بشرط صحت سوال مسمات نذیراں بی بی دختر غلام قادر ساکن 14 آڑ کا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا ۔ کہ باپ ولی اقرب کی اجازت نہیں تھی ۔ اور نہ باپ کا اس کو علم ہی تھا ، پھر نذیراں کی پھوپھی کا یہ اقدام سراسر خلاف شریعت ہے ، مفتی کی قانونی سقم کی ذمہ دار ہوگا ۔ عدالت مجازسے توثیق ضروری ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص703

محدث فتویٰ